OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

تنسیخِ نکاح اور طلاق: ڈاکٹر محمد طاہر منصوری کی کتاب "فیملی لا اِن اسلام" کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Dissolution of Marriage and Talaq: Insights from "Family Law in Islam" by Dr. Muhammad Tahir Mansoori

Tahira Munawar

Admin Officer, Doctoral Candidate, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore

Abstract

Dr. Muhammad Tahir Mansoori, eminent Scholar of Islam, has written several books on different topics of Islamic Law In addition to his Research Articles. Dr Mansoori has taught and written on Fiqh and Usool-e-Fiqh matters for over two decades. He wrote a book **Family Law in Islam**) **Theory and Applications)** This book is a systematic exposition of Shari'ah rules of Muslim marriage contract on which family organization is structured. It explains legal injunctions on important issues of marital relations and family organization. This research explores and investigates the ideals and precepts on marriage and divorce both in classical jurisprudence as well as in the modern legal codes of personal status of Muslim countries. This research highlights areas of tension between the classical jurisprudence and the modern legislation on a number of issues of Islamic Family Law. The concerned book has different chapters which are related to married life i.e Dower, contract of marriage, duties and obligations of spouse, Maintenance, Dissolution of marriage, Talaq, Khula, Iddat, Raju, Custody and care of children. In this article we have discussed concepts of dissolution of marriage,

Talaq, its procedure, Types, Expression of Words, its legitimacy, Dower and viewpoints of jurists about it. The purpose of this study is to introduce conjugal rights in Islamic perspective which will be beneficial to understand the sensitivity of married life. Theoretical frame work is literature review of the book of Dr. Tahir Mansoori i.e Family Law in Islam, Quranic Verses and Hadith Text.

Key Words: Sharia, Asool e Fiqh, Legitimacy, dower, Raju, Dissolution, Talaq, legitimacy, Khula, Iddat, Spouse

تمہید

شریعتِ اسلامیہ کے عائلی قوانین میں نکاح وطلاق کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ عائلی قوانین کے مرکزی واساسی اہمیت کے حامل یہی دو رکن ہیں۔ نکاح وطلاق خاندان کے قیام و انتشار کے دو پہلو ہیں' اردو زبان میں ان دو عنوانات پر کئی ایک کتب لکھی جاچکی ہیں لیکن کسی بھی کتاب میں سیر حاصل گفتگو موجود نہیں ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب میں طلاق کے احکامات کے ساتھ ساتھ خلع' لعان' ظہار' ایلاء اور احکام عدت کے مسائل بھی شامل ہیں تاکہ ان مسائل سے بھی آگاہی حاصل ہو جائے۔ اس کتاب میں طلاق کے لفظی واصطلاحی مفاہیم اور باقی مسائل کو بھی بیان کیا گیا ہے اور مجلس واحد کی تین طلاقوں کے ثبوت وغیرہ کی اہم مباحث بھی کتاب کی زینت ہیں۔ اس آرٹیکل کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین عائلی قوانین کو شریعت کی رو سے سمجھ سکی.

مصنف کا تعارف.

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر منصوری بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے سابق نائب صدر اعلیٰ تعلیم و تحقیق اسلامی کمرشل لا اور اسلامی بینکاری اور مالیات میں مہارت کے ساتھ اسلامی محبت کے معروف سکالر ہیں۔ڈاکٹر محمد طاہر منصوری ایک نامور اسکالر ہیں اور صدر پاکستان کے تمغہ برائے پرائیڈ آف پرفارمنس کے حامل ہیں۔ ڈاکٹر منصوری نے 2 دہائیوں سے زیادہ عرصے سے فقہ اور اصول فقہ کے طریقوں کو مشعل راہ بنایا ہے اور وہ متعدد کتابوں اور آرٹیکلز کے مصنف ہیں جن میں اسلامی بینکاری کا تعارف بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ معاہدوں اور کاروباری لین دین کا عربی اسلامی قانون اور مالی معاملات پر شرعی احکام بھی لکھے۔ ڈاکٹر منصوری پاکستان کے سیکیورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن کے ایڈوائزری بورڈ کے رکن کے طور پر بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اسلامی عائلی قانون اور فیملی لا ان اسلام

اسلامی عائلی قانون اسلامی فقہ کی ایک اہم شاخ ہے جو ایک مسلم معاشرے میں ازدواجی تعلقات کو منظم کرتی ہے۔ یہ شادی کے معاہدے کی تشکیل اسکے حق اور بچوں کی ولدیت، شادی کے بعد بتحویل کو تحلیل کرنے کے مسئلے کے طریقوں جیسے مسائل سے نمٹتی ہے۔ بچوں کی سرپرستی اور خاندانی تنظیم، اسی طرح کے دیگر مسائل اسلامی قانونی نظام میں اہمیت رکھتے ہیں اس کی

اہمیت کا اندازہ صرف اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ مسلم فقہ نے خاندانی اکائی کے تحفظ کو اسلام میں شامل کر کے شادی کے پانچ بنیادی مقاصد میں شمار کیا ہے، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ سول کنٹریکٹ یہ قرآن کی دنیا میں ایک مضبوط محدب ہے جس سے شادی کے معاہدے کی مقدس نوعیت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ یہ عبادت بھی ہے۔ موجودہ کتاب مسلم شادی کے معاہدے کے شرعی قوانین کا ایک ایکسپوزیشن سسٹم ہے جس پر خاندانی تنظیم کا ڈھانچہ بنایا گیا ہے۔ یہ ازدواجی تعلقات اور خاندانی تنظیم کے اہم مسائل پر قانونی طور پر وضاحت کرتی ہے بلکہ شادی اور طلاق دونوں کے نظریات اور اصولوں کی تفصیل سے آگاہ کرتی ہے۔

مسلم فیملی لا کتاب کا تعارف اور اسلامی عائلی قوانین کی اصلاحات

وقت کی ضرورتوں کے طور پر اسلامی پرسنل لاء کے دوران اصلاحات متعارف کرانے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔، حالانکہ کتاب کا مرکز بنیادی طور پر اسلام کے روایتی قانون پر ہے جیسا کہ ابتدائی فصول مین تشریح کی گئی ہے اور ابتدائی فقہانے بھی اس کی وضاحت کی ہے تاہم اس مقصد کے لیے نظریہ اور عمل کے درمیان موازنہ اور تضاد کے نکات پیش کرنے کے لیے عائلی قانون کے دائرے میں جدید قانون سازی کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ مراکش مصر ایران اور ملائیشیا جیسے مسلم ممالک کی عدالتی حیثیت کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ موجودہ مطالعے میں خاندانی آرڈیننس 1961 اور مسلم میرج ایکٹ 1939 کے اور پاکستان کے قانون کا بھی مطالعہ کیا گیا ہے۔ کتاب میں ایک خصوصی باب دیا گیا ہے۔ خاندانی قانون آرڈیننس 1961 کی شرعی تشخیص کے لیے وقف یہ اس بات کی علامت ہے کہ فیملی آرڈیننس 1961 صنفی مساوات اور انسانی حقوق کے جدید تصور سے بہت زیادہ متاثر ہوا ہے۔ اس قانون کو مذہبی حلقوں کی طرف سے زبردست مخالفت ملی ہے۔ کہ میرج ایکٹ 1939 کو ختم کرنا اصولوں کیے خلاف ہے۔ اس کے بعد پاکستانی قانون ساز نے مائی لائف اِز اسکول پر مبنی قانون بنایا جو اس عورت کو اختیارات فراہم کرتا ہے جو عدالت کے ذریعے شادی کو ختم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ حالانکہ پاکستانی آبادی کی اکثریت یہاں پر ہے۔ پاکستانی قانون سازوں نے اس کی پیروی کی ہے۔ اس سرگرمی میں ایک اور اسکول آف لاء کا نظریہ اس حقیقت کے پیش نظر رکھا گیا کیونکہ وہ سماجی ترقی کے لیے زیادہ موزوں ہیں۔ یہ اسلامی قانون کے طلباء کے ساتھ ساتھ اسلامی سیاحوں اور مطالعہ کرنے کے خواہشمندوں کے لیے اسلام کے عائلی قوانین پر ایک اچھی ماخذ کتاب ثابت ہوئی ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر منصوری نے اپنی کتاب میں جو پندرہ ابواب لکھے ان میں اسلام میں تصور شادی اور تصور فیملی، میاں بیوی کے حقوق و فرائض، شادی کا اقرار نامہ اور اس کا فارم، شادی کا کنٹریکٹ اور کنٹریکٹ کرنے والی پارٹیاں، حق مہر، ممنوعہ نکاح، بیوی کا نان نفقہ، تنسیخ نکاح، طلاق، فسخ نکاح، خلع، لعان، ظہار، قانونی فسخ، قانونی طور پر علیحدگی، عدت،، بچوں کی تحویل اور حفاظت، فیملی لا ارڈیننس 1961 شریعہ، اصل اور نسب اور، کثرت ازدواج شامل ہیں۔ اس آرٹیکل میں تنسیخ نکاح اور طلاق کی معاملات کا مطالعہ کیا گیا ہے تاکہ شرعی اعتبار سے ان معاملات سے عوام آگاہ ہو سکے۔

تنسیخ نکاح کا لفظی معنی ڈاکٹر طاہر منصوری کی رو سے

تنسیخ نکاح کا لفظی معنی ہے چھین لینا، علیحدگی کر لینا، واضح یا مضمر الفاظ میں اس عہد کو توڑ دینا جو شادی کے اقرار نامے میں کیا گیا تھا۔ شرعی یا قانونی نظر میں شادی کو باطل یا ضائع کر دینا تنسیخ نکاح کہلاتا ہے۔ طلاق کے مختلف راستے ہیں۔ شوہر کی طرف سے واضح یا مضمر الفاظ کے ساتھ شادی کا تعلق ختم کرنا جو شادی کے معاہدہ کے ذریعے قائم کیا گیا تھا اسے تنسیخ نکاح کہا جاتا ہے۔

The word Talaq literally means to snap off or to separate. Technically, it is defined as termination with explicit or implied words by your husband the bond created by marriage contract.I It is also defined as dissolution of a marriage or the annulment of its legality by certain words[1].

نکاح اور طلاق کی قانونی حیثیت

اسلام نکاح کی حرمت پر زور دیتا ہے مومنوں کو اس رشتے کے ذریعے مضبوط کرتا ہے لیکن اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں جب میاں بیوی کا ایک ساتھ رہنا ناممکن ہو جائے تو ایسی صورت میں طلاق ناگزیر ہو جاتی ہے یہی ایک ممکن وسیلہ ہے کیونکہ طلاق اللہ کی بارگاہ میں قابل اجازت ہے اسلام یہ پسند نہیں کرتا کہ میاں بیوی اپس میں نفرت آمیز اتحاد سے رہیں لہذا پہلے تو صلح کی کوشش کریں اگر کوشش ناکام ہو جائے تو ناقابل مصالحت تعلقات کو طلاق کے ذریعے ختم کر دینا چاہیے۔اس مقصد کے لیے اوقات کا وقفہ رکھا گیا ہے تاکہ شوہر بیوی پر حق رکھتا ہے کہ وہ اس مدت میں اسے واپس لے سکے اور اگر وہ صلح کرنا چاہیں تو وہ اپنا گھر آباد کر لیں۔

مرد کی دوسری شادی

اگر شادی ٹوٹ جانے کا چانس ہو تو شوہر شادی ختم کرنے کے فیصلے سے پہلے بہت سوچ بچار کرے گا۔ مرد کی دوسری شادی کرنے میں نقصان زیادہ مرد کا ہوتا ہے۔جب مرد دوسری شادی کرنا چاہے تو دوسری عورت کے لیے اس طرح کے اخراجات ادا کرنے پڑتے ہیں اور دوبارہ شادی کا خیال اسے مہنگا پڑ جاتا ہے کیونکہ اس پر بھاری مالی بوجھ ہو گا۔

عورت کو طلاق کا حق

اگر خواتین کو نکاح ختم کرنے کا حق دے دیا جائے تو عورت مالی زمہ داری جو مرد پر عائد ہے اسے اٹھانے کے قابل نہیں ہو سکتی ہے یہ مالی ذمہ داریوں کی تقسیم ہے جن کی بنا پر اسلام مردوں کو طلاق کا حق دیتا ہے۔

مرد کو طلاق کا حق

معاشرے میں مرد کی طرز حکمرانی ہے۔اسلامی معاشرے میں مرد تمام مالی بوجھ برداشت کرتا ہے۔بیوی کو مہر ادا کرتا ہے۔ اپنے خاندان کی مالی معاونت کرتا ہے۔ابچوں کو اور بیوی کو گھر فراہم کرتا ہے۔تمام اخراجات پر سرف کرتا ہے جب کوئی جب کوئی اپنی بیوی کے کو طلاق دیتا ہے تو عورت کی عدت کے دوران اخراجات بھی برداشت کرتا ہے اور نان نفقہ ادا کرتا ہے۔

اقسام طلاق

طلاق بائن، طلاق مغلظہ، طلاق رجعی، غیر موثر اور موثر

داکٹر طاہر منصوری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں

Muslim Jurists classified Talaq from different perspectives they classify it in the following two ways:

-I whether with regard to its attributes.

۔2 whether it is approved or disapproved by the Syria and with regard to its effects weather it is revocable or irrevocable with regard to attributes from this perspective they divide it into three kind they look as the most approved mode of divorce it is where a husband express his wife is non-menstrual period during which he abstains from sexual intercourse and he pronounces are single divorce and abstain from sexual intercourse during the it is the most approved form of Talaq.

Talaq Hassan, less approved mode It is lesser approved method then Ahsin it is where the husband divorces in each successive non menstrual period during which he abstains from sexual intercourse they look with the disapproved mode.

It is disapproved from form of Talaq۔ it is where he divorces in menstruations. He pronounces three divorses in one non menstrual period he pronounces in one Majlis he divorces in each non menstrual period in which he does not obtained from sexual intercourse.[2]

طلاق بائن جدا کرنے والی طلاق کو کہتے ہیں اگر مکمل ارادہ ہو کہ نکاح سے خارج کر دینا ہے اور رجوع بھی نہیں کرنا۔ طلاق بائن سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اس میں الفاظ کے اندر شدت موجود ہوتی ہے۔

طلاق مغلظہ میں تین طلاقیں اکٹھی دی جاتی ہیں۔

طلاق رجعی جس میں عدت میں رجوع کر سکتا ہے اس کے الفاظ میں شدت نہیں ہوتی عدت شوہر کے گھر گزارے عدت گزر جائے تو نکاح ختم ہو جائے گا اور تجدید نکاح کرنا پڑے گا۔

ڈاکٹر طاہر طلاق کی اقسام بارے اپنی کتاب میں کہتے ہیں

Talaq Ahsan is most approved mode of divorce. When husband repudiates his wife in non-menstrual period, he pronounces one divorce and then abstains from intercourse during Iddah.

Talaq Hasan is less approved mode. where husband divorces in each successive non menstrual period during which he abstains from sexual intercourse.

Talaq Bidat is disapproved mode. he pronounces three divorces in one menstrual period in one majlis.[3]

طلاق دینے کا طریقہ

اسلام میں طلاق کے تمام طریقے جائز ہیں۔ لاق کا سب سے زیادہ منظور شدہ طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ بیوی کو غیر ماہواری میں طلاق دیتے ہیں مگر یہ مذاق کی بات نہیں کہ مسلمان جب چاہے طلاق دے دے بلکہ مقررہ اور مناسب وقت کا انتظار کرے۔ اسلام کہتا ہے جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کو ان کی مقررہ مدت پر طلاق دو اور اسے درست شمار کرو۔

> يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۚ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا[4]
>
> O, Prophet! When you divorce woman, divorce them at their prescribed period and count it accurately.
>
> وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْا اِصْلَاحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۚ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ[5]
>
> Divorced woman shall wait concerning themselves for three monthly courses. It is not lawful for them to hide what God has created in their wombs If they have faith in God and the last day. And their husbands have better right to take them back in that period if they wish for reconciliation.

طلاق دینے کے لیے مناسب وقت

اس وقت طلاق نہ دی جاے: اگر کوئی اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے مناسب وقت پر طلاق دینی چاہیے۔ یعنی

- جب عورت حالت حیض میں ہو۔
- حیض سے پاک ہونے کی حالت میں ہو۔
- جب وہ حاملہ ہو یا اس کے شوہر کو اس کے حمل کے بارے میں معلوم ہو۔
- تو مناسب وقت وہ ہے کہ جب عورت ماہواری کے بعد پاک ہو جائے۔
- بچے کی پیدائش کے بعد وہ ناپاکی کی مدت پوری کر لے۔
- اس سے پہلے اس کا شوہر اس سے دوبارہ صحبت کر سکے۔

طلاق دینے کی ممانعت کن حالات میں

حیض کے دوران طلاق کو نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس مدت کے دوران ہمبستری کرنا حرام ہے۔ جنسی زیادتی اور خدمت کے تناؤ کی وجہ سے مرد کے ذہن میں طلاق کا خیال آ سکتا ہے لہذا جب تک اس کی بیوی پاک نہ ہو تب تک طلاق کا ارادہ نہ کرے۔

طلاق دینے کا طریقہ کار

طلاق کیسے دی جاے اور طلاق کتنی بار دی جائے۔ سنت بتاتی ہے شوہر کو بیوی کو ایک دفعہ طلاق دینی چاہیے۔ جیسا کہ کہا کہ میں آپ کو طلاق دیتا ہوں۔ اور جب حیض کے تین ادوار گزر جائیں تو ان دنوں کی مدت کے دوران نکاح کے بغیر صلح کا اختیار ہے۔

مثال

حصرت عبد اللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو حضور کی حیات مبار کہ میں حیض کے دوران طلاق دی۔ آپ نے حکم دیا کہ وہ طلاق واپس لے لے۔ اور اگر اب بھی طلاق دینا چاہتا ہے تو انتظار کرے جب تک وہ حیض سے پاک نہ ہو جائے۔

ڈاکٹر طاہر منصوری اپنی کتاب مین لکھتے ہیں:

A divorce is Only permissible Twice after that the parties should either hold together or equitable terms or separate with kindness[6]

If he husband divorce is his wife the third time then he cannot after that Re Marry her until after she has married another husband.[7]

عدت سے مراد اور اسکا حکم

طلاق کے بعد عدت ایک مدت کا نام ہے۔ جسے اللہ نے طلاق کے لیے مقرر کیا ہے۔ عورت کی عدت سے مراد وہ ایام کہ جن کے گزر جانے پر اس سے نکاح کرنا حلال ہو جاتا ہے۔ عورت کے عدت گزارنا واجب ہے اس پر تمام علماء امت کا اجماع ہے آپ ﷺ نے کہا: شوہر کی طرف سے کسی بھی ذریعے سے طلاق دی جا سکتی ہے تحریری طور پر یا اشارے سے رشتہ ختم کرنا، طلاق کسی بھی ذریعے سے دی جا سکتی ہے۔ طلاق کے صریح الفاظ یا استعار کا استعمال بھی جائز ہے۔ اس کا اطلاق ہو جائے گا۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَہُنَّ فَاَمْسِكُوْھُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْھُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْھُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ ھُزُوًا ۡ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ[8]

When you divorced woman and they fulfill the terms of their Iddah either take them back before the expiry of such term on equitable terms or set them free on equitable terms, but do not take them back to injure them.

طلاق دینے والے کے لیے شرائط

ان صلاحیتوں کا طلاق دینے والے کو حامل ہونا ضروری ہے:

- وہ بالغ ہو۔
- پاگل نہ ہو، ہوش و حواس میں ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ہر طلاق موثر ہے سوائے نابالغ کی طلاق کے کسی خاص حالات میں جبر کے تحت دی گئی طلاق موثر نہیں۔ کیونکہ طلاق دینے والے کا ارادہ نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا مجبوری کی حالت میں کوئی طلاق نہیں ہے۔

مصری لا

مصری لا حنفی قانون پر مبنی طلاق کو جبر کے تحت تسلیم نہیں کرتا اور مرد اگر شراب کے نشے میں ہو تو بھی طلاق موثر نہیں۔

آیات قرانی سے استدلال

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۚ وَلَا تَتَّخِذُوْا اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۚ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ[9]

when you divorce women and they full fill the term of there is the either take them back before the expiry of such term on equitable terms or set them free on equitable terms but do not take them back to injure them to۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[10]س

when you divorce women and they full fill their term, do not prevent them from marrying their former husbands if they mutually agree on equitable terms it.

لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ[11]

There is no blame on you if you divorce women before consumption or the fixation of their Dower but bestow on them a gift.[12]

طلاق کی درجہ بندی

طلاق کے دو درجے ہیں یا تو منظور شدہ ہوتی ہے یا اٹل ہوتی ہے۔ طلاق کا سب سے زیادہ منظور شدہ طریقہ طلاق احسن ہے اپنی بیوی کو غیر ماہواری میں طلاق دینا کیونکہ مرد ماہواری میں ہم بستری سے پرہیز کرتا ہے۔ دوسری طلاق حسن ہے تیسری طلاق بائن۔

حق مہر کی ادائیگی

بیوی کو فوری مہر کی ادائیگی کا حق نہیں یا تو شوہر کی موت تک موخر کر دے یا طلاق کا اٹل اعلان ہو جائے تو مہر مانگ سکتی ہے۔

لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ[13]

There is no blame on you if you divorce women before consummation or the fixation of their dower but bestow on them a gift.

بستر مرگ پر طلاق

بستر مرگ پر طلاق یہ طلاق موثر ہے اگر ثلاثہ ہے تو بیوی کو مکمل وراثت ملے گی اگر وہ عدت میں ہے اس کے پیچھے عقلی دلیل یہ ہے کہ شوہر نے اسے وراثت سے محروم کرنے کے لیے یا غصے کی حالت میں طلاق دی تھی یہ طلاق بھی موثر ہے۔

رجوع سے مراد

رجوع سے مراد طلاق کے اعلان کے بعد شوہر کی طرف سے اپنی بیوی کا ساتھ ازدواجی تعلقات کو بحال کرنا ہے یہ شوہر کا حق ہے قران کہتا ہے کہ ان کے شوہروں کو واپس لینے کا بہتر حق ہے اگر طلاق کی وہ منسوخی چاہیں۔

ڈاکٹر طاہر منصوری کہتے ہیں

Majority of Muslim Jurists hold the opinion that such divorce is effective and will be trated as an irrevocable divorce. It means that divorced couple cannot be reunited without an intervening marriage. This opinion is held by Hanafi, shafi, Maliki and Hanbali jurists, Ibn e Hazm Zahri, also holds the same view point.[14]

طلاق رجعی کے دوران بیوی کے حقوق

ہر طلاق رجعی ہے سوائے جو واقع ہو جائے۔

طلاق رجعی کے دوران بیوی کے حقوق ہیں کہ جن کی چار بیویاں ہوں ان کے لیے پانچویں بیوی کرنا ٹھیک نہیں جبکہ بیوی طلاق رجعی میں ہے اب بھی اس کی بیوی ہے اور بیوی نان نفقہ اور نشو و نما کی حقدار ہے۔

طلاق کے وقت گواہ

رجعی طلاق کے وقت امام حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی کا کہنا ہے کہ گواہ کا موجود ہونا مستحب ہے۔ ایک یا دو طلاق کے اعلان کے بعد اگر عدت گزر جاے اور جب شوہر نے واپس رجوع نہ کیا ہو تو دونوں نئے نکاح کے بعد دوبارہ مل سکتے ہیں۔

خلع

جب بیوی عدالت کی طرف سے نکاح کا خاتمہ کرے تو طلاق معمولی درجے کی رجعی طلاق سمجھی جاتی ہے۔ اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسی عورت مدت ختم ہونے کے بعد کسی دوسرے سے شادی کر سکتی ہے۔ وہ طلاق دینے والے کے ساتھ نئے عقد کے ساتھ بھی رہ سکتی ہے اس صورت میں طلاق فوری موخر کر دی جائے گی۔

تیسری طلاق اور حلالہ

تیسری طلاق ہونے پر دوبارہ ملاپ نہیں ہو سکتا ان کا ملنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک عورت کسی دوسرے مرد سے شادی کر کے مطلقہ یا بیوہ نہ ہو جائے اور پھر پہلے شوہر سے عقد کرے۔

داکٹر طاہر منصوری اپنی کتاب میں کہتے ہیں

When a man pronounces third irrevocable divorce, the wife is separated from him. He cannot remarry her unless she enters an intervening marriage to

another man who divorces her after consummation of marriage or he dies and the wife observes iddah on expiry of iddah they can be reunited.[15]

حلالہ بارے فقہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کی رائے

Hanafi, Shsafi, Malki, Hanbali Jurists hold the view that such contract is invalid when it contains condition that the husband will divorce her.

تین بار طلاق کے بعد مطلقہ نان و نفقہ کی حقدار نہیں اگر قابل رجوع طلاق ہوتی تو وہ حقدار ہوتی حضور کے دور میں حضرت ابو بکر اور عمر کے ابتدائی دور میں تین طلاقیں دی گئیں تو اسے سنگل طلاق سمجھا جاتا تھا۔ حلالہ کے بارے میں حنفی فقیہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ طلاق کی شرط کے ساتھ یہ مکروہ اور ناجائز ہیں یہ نکاح باطل ہے اور اس کے نتیجے میں طلاق دینے والے جوڑے کے درمیان دوبارہ نکاح کو درست نہیں کیا جا سکتا وہ اپنے نقطہ نظر کی تائید کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک حکم سے جس میں کہا گیا کہ اگر کوئی اور حلالہ کرنے والی ہماری عدالت میں پیش کیا جائے تو میں انہیں سنگسار کر دوں گا۔ امام ابو حنیفہ اسے صحیح قرار دیتے ہیں اور دوسرے شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس شرط کو نظر انداز کرے اور اپنی بیوی کو طلاق دینے پر غور کرے شافعی فقہا کا نظریہ ہے کہ ایسا عقد صرف اسی صورت میں باطل ہے جب عقد میں شرط ہو کہ شوہر اسے طلاق دے دے گا۔۔ عقد نکاح مکمل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد اس سے نکاح کی توثیق پر کوئی اثر نہیں پڑے گا وہ معاہدہ کرنے والے حصے کی نیت کا لحاظ نہیں کرتے ہیں

مذاہب اربعہ کا متفقہ موقف... "تین طلاقیں، ایک ہی طلاق ہے"!

چاروں فقہوں (حنفی، حنبلی، شافعی اور مالکی) میں ایک اور نقطہ نظر سے بھی تین دفعہ طلاق کا لفظ دہرانے کے باوجود اسے ایک طلاق شمار کرنے کی گنجائش موجود ہے، حالانکہ یہ سب اصحابِ فقہ ایک وقت کی تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرنے کے قائل ہیں۔

فقہ مالکی کا فتویٰ

'اگر اس نے کہا: تجھے طلاق طلاق طلاق بغیر عطف اور تعلیق کے تو اس صورت میں ایک ہی طلاق ہو گی جب اس کی نیت دوسری، تیسری طلاق سے تاکید کی ہو۔[16]"

فقہ حنبلی کا فتویٰ

حنبلی مسلک کی کتاب 'المغنی' میں علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

"اگر کہا: تجھے طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے اور کہے کہ میں نے تاکید کی غرض سے کہا تھا تو اس کا یہ بیان قبول کر لیا جائے گا کیونکہ بات تاکیداً دہرائی جاتی ہے جس طرح کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے" (یعنی ایک حدیث میں نکاح کے باطل ہونے کا لفظ تاکید کی غرض سے تین مرتبہ دہرایا گیا ہے) لیکن اگر اس کی نیت تین طلاقوں کے ایقاع (واقع کرنے) کی تھی اور طلاقوں کو دہرایا تھا تو پھر تین طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر کوئی نیت نہیں تھی تو صرف ایک طلاق ہو گی۔[17]"

فقہ شافعی کا فتویٰ

شافعی مسلک کی کتاب روضۃ الطالبین میں امام نوویؒ لکھتے ہیں:

"اگر اس نے طلاق کا لفظ تین مرتبہ دہرایا لیکن آخری دو مرتبہ سے اس کا مقصد پہلی طلاق کی تاکید تھا تو ایک ہی طلاق واقع ہو گی۔"[18]

The point of view of single divorce is also held by Ibn Taymiyyah and Ibn al qayyam[19]

اہل تشیع کی رائے میں طلاق دینے کے لیے الفاظ

In Shia Law, explicit words are required for the purpose of repudiation such as the phrase, you are divorced or repudiated. They reject the use of any metaphor to repudiation[20] .

فقہ حنفی کا فتویٰ

حنفی مسلک کی کتاب 'بہشتی زیور' میں مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم لکھتے ہیں:

"کسی نے تین دفعہ کہا: تجھ کو طلاق، طلاق، طلاق، تینوں طلاقیں پڑ گئیں یا گول الفاظ میں تین مرتبہ کہا، تب بھی تین پڑ گئیں۔ لیکن اگر نیت ایک ہی طلاق کی ہے، فقط مضبوطی کے لئے تین دفعہ کہا کہ بات خوب پکی ہو جائے تو ایک ہی طلاق ہوئی لیکن عورت کو اس کے دل کا حال تو معلوم نہیں، اس لئے یہی سمجھے کہ تین طلاقیں مل گئیں۔"[21]

مولانا مجیب اللہ ندوی (بھارت): آپ بھی مسئلۂ طلاقِ ثلاثہ میں حنفی موقف کے نہایت سختی سے قائل ہیں لیکن اس کے باوجود اپنی کتاب 'اسلامی فقہ' میں لکھتے ہیں:

"البتہ اگر کسی نے اس طرح کہا کہ تجھ کو طلاق، طلاق، طلاق تو اگر اس سے اس کی نیت تین طلاق دینے کی نہیں تھی بلکہ صرف تاکید کرنی مقصود تھی تو ایک ہی طلاق رجعی پڑے گی۔"[22]

3. مفتی مہدی حسن (سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند): اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں:

"اگر عورت مدخول بہا ہے اور ایک ہی طلاق دینے کا ارادہ تھا لیکن بتکرار لفظ تین طلاق دی اور دوسری اور تیسری طلاق کو بطورِ تاکید استعمال کیا ہو تو دیانتاً قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہو گا اور ایک طلاقِ رجعی واقع ہو گی، اس میں اختلاف نہیں۔"[23]

4. مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (سیکرٹری جنرل مسلم پرسنل لا بورڈ، ہند): تاکید کے طور پر تین مرتبہ طلاق کا لفظ دہرانے کے بارے میں آپ نے 'تین طلاقوں میں تاکید کا اعتبار' کا عنوان قائم کر کے اس پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور آپ بھی ان علمائے احناف میں سے ہیں جو ایک مجلس کی تین طلاقوں کے تین ہی واقع ہونے کے مسئلے میں سخت متشدد ہیں، لیکن اس کے باوجود لکھتے ہیں": ایک مجلس کی تین طلاقیں بھی واقع ہو جائیں گی، لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے جب تین کے عدد کی صراحت ہو مثلاً کہا جائے: "میں نے تین طلاقیں دیں۔" اگر صرف طلاق کو تین بار کہا کہ تم کو طلاق، طلاق، طلاق تو اب دو باتوں کا احتمال ہے: ایک یہ کہ تین طلاقیں دینا مقصود ہیں یا یہ کہ ایک ہی طلاق دینی مقصود ہے اور تاکید کے لئے تین بار طلاق کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ پہلی صورت میں تین طلاقیں واقع ہوں گی اور دوسری صورت میں صرف ایک، اس لئے کہ تاکید کسی چیز کے وقوع کو اور (مزید) مؤکد تو کرتا ہے لیکن اس کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں کرتا۔[24] اس طرح اس معاملے کا دارومدار

طلاق دینے والے کے ارادے پر ہے مگر اس میں اس بات کا قوی احتمال تھا کہ لوگ تین طلاق کے ارادے سے اس طرح کا فقرہ استعمال کریں اور بعد میں بیوی کی علیحدگی سے بچنے کے لئے کہہ دیں کہ تاکید کی نیت تھی، اس لئے فقہانے کہا کہ ایسے فقروں میں دیانتاً اور فی مابینہ وبین اللّٰہ تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی اس طرح طلاق دینے کے بعد پھر اپنی بیوی سے رجعت کرلے تو اس کو ان شاء اللّٰہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔[25]

عام لوگوں کے مطابق تین طلاقوں کا مطلب

مگر ہمارے زمانے میں جہالت اور ناواقفیت اور شرعی تعلیمات سے دوری کے باعث صورتِ حال یہ ہوگئی ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ طلاق واقع ہی اس وقت ہوتی ہے جب تین بار طلاق کا لفظ کہا جائے۔ ان حالات میں مناسب ہوگا کہ جہاں صرف لفظ 'طلاق' کا تکرار ہو اور تاکید کا معنی مراد لیا جاسکتا ہو، وہاں ایک ہی طلاق واقع قرار دی جائے اور قضاءً (عدالت میں) بھی اس شخص کی نیت کا اعتبار کیا جائے۔[26]

دارالعلوم دیوبند کے دارالافتا کے مطابق

خوشی کی بات ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتانے اس مسئلے میں پیش قدمی کی ہے اور فتاویٰ میں اس کی روایت شروع کردی ہے، چنانچہ اس مسئلے پر دارالعلوم دیوبند کا ایک فتوی ملاحظہ ہو

فتوی:

سوال: علمائے دین اس مسئلے میں فرماتے ہیں کہ زید نے اپنی بیوی کو اس طرح طلاق دی: "تم کو طلاق طلاق طلاق۔" اس صورت میں کون سی طلاق واقع ہوگی اور کیا مراجعت کی گنجائش ہوگی؟

جواب: صورتِ مذکورہ میں ہمارے اطراف کے عرف کے اعتبار سے زید کی مدخولہ بیوی پر ایک طلاقِ رجعی واقع ہوئی۔ اگر آپ کے یہاں کا عرف بھی یہی ہو تو ایک طلاقِ رجعی کے وقوع کا حکم ہوگا۔ طلاقِ رجعی کا حکم ہے کہ اندرونِ عدت رجوع اور بعد عدت بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح جائز ہے۔ واللّٰہ اعلم (الفتاویٰ الھندیۃ:2/50)

کفیل الرحمٰن نشاط (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند) 21/شعبان 1405ھ

الجواب الصحیح ظفیر الدین غفرلہ (مفتی دارالعلوم دیوبند) 21/شعبان 1405ھ

ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک کے دوسرے دارالافتا اور اہل علم بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیں اس لئے کہ قریب قریب پورے ملک کا عرف یہی ہے کہ لوگوں نے ناواقفیت کی وجہ سے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جب تک تین بار طلاق کا لفظ نہ استعمال کیا جائے، طلاق واقع ہی نہ ہوگی۔[27]

ہمارے خیال میں یہ ہے کہ طلاق دینے والا شرعی احکام سے عدم واقفیت کی وجہ سے تین کے عدد کے ساتھ طلاق دیتا ہے لیکن بعد میں جب اس کا علم ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ میں سمجھ رہا تھا کہ تین مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کئے بغیر طلاق واقع ہی نہیں ہوتی۔

تبصرہ از راقم: اس صورتِ حال کو بھی ہمدردی سے دیکھنا چاہئے اور ایسے شخص کی بھی تین طلاقوں کو تاکید پر محمول کرکے ایک طلاق کے وقوع کا حکم لگانا چاہئے۔

مسلم ممالک کے تطلیقاتِ ثلاثہ کے سلسلے میں قوانین

مسلم ممالک نے تطلیقاتِ ثلاثہ کے سلسلے میں جو قوانین بنائے ہیں، ان کی حیثیت شرعی حجت کی نہیں ہے، اس لئے ان قوانین کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا، تاہم یہ معلوم کرنا خالی از دلچسپی نہ ہو گا کہ کن ممالک نے اس سلسلے میں اقدامات کئے. سب سے پہلے مصر نے 1929ء میں ایک ایک ہی وقت کی تین طلاقوں کے اُصول کو ختم کر دیا اور قانون یہ بنایا کہ متعدد طلاقیں صرف ایک شمار ہوں گی اور وہ رجعی ہو گی۔ پیر کرم شاہ ازہری نے بھی اپنی مذکورہ کتاب میں اس مصری قانون کی مختصر تفصیل پیش کی ہے اور اس کے حوالے سے پاکستان کے حنفی علما کو بھی یہی مسلک اپنانے کی تلقین کی ہے۔ اس قسم کا قانون سوڈان نے 1935ء میں، اُردن نے 1951ء میں، شام نے 1953ء میں، مراکش نے 1958ء میں، عراق نے 1909 میں اور پاکستان نے 1961ء میں نافذ کیا۔[28]

خلاصہ بحث

اسلامی عائلی قانون، حقوق نسواں، روایتی خاندانی قانون پر ترجیحی بنیادوں پرغور کیا گیا ہے۔ڈاکٹر طاہر منصوری نے اپنی کتاب مسلم فیملی لا میں بہت اچھے طریقے سے فیملی لا پر روشنی ڈالی ہے۔ان کی اس کتاب کا تجزیاتی مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ کس محنت سے انہوں نے شادی اور طلاق جیسے اہم مسئلے پر نتائج اخز کیے ہیں۔اس میں بڑی تفصیل کے ساتھ قرانی آیات، احادیث، اور فقہاکے دلائل سے ازدواجی مسائل کی وصاحت کی ہے۔شادی سے متعلق ایک ایک معاملے پر توجہ دی ہے کہ قاری کسی قسم کی الجھن کا شکار نہیں ہو تا ساتھ ہی ساتھ تمام مسالک کی آراکا جائزہ بھی لیا ہے۔ نیز یہ نہایت مفید اسان فہم کتاب ہے قاری اکتاہٹ کا شکار نہیں ہو تا اور تفہیم سے ہر مسئلے کا حل نکال لیتا ہے۔ نکاح اور طلاق چونکہ ہر سوسائٹی کے اہم معاملات ہیں اس طرح یہ کتاب بہت سود مند ثابت ہو گی۔ طلاق کے بارے میں قریب قریب پورے ملک کا عرف یہی ہے کہ لوگوں نے ناواقفیت کی وجہ سے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جب تک تین بار طلاق کا لفظ نہ استعمال کیا جائے، طلاق واقع ہی نہ ہو گی۔ اسی سے ملتی جلتی صورت ہمارے خیال میں یہ ہے کہ لوگ شرعی احکام سے عدم واقفیت کی وجہ سے تین کے عدد کے ساتھ طلاق دیتے ہیں لیکن بعد میں جب اس کا علم ہو تا ہے تو کہتا ہے کہ میں سمجھ رہا تھا کہ تین مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کئے بغیر طلاق واقع ہی نہیں ہوتی دوسری طرف حلالہ مین اگر طلاق دے کر آزاد کرنے کی شرط
رکھی جائے تو نکاح باطل ہو جاتا ہے۔

[1] Dr. Muhammad Tahir Mansoori, Family Law in Islam, (Rawalpindi: Primer Printers, 2021), 111

[2] Dr. Muhammad Tahir Mansoori, Family Law in Islam, p: 120-121

[3] Dr. Muhammad Tahir Mansoori, Family Law in Islam, p: 120

[4] الطلاق،1:65

[5] البقرۃ،228:2

[6] Dr. Muhammad Tahir Mansoori, Family Law in Islam, p: 229

[7] Dr. Muhammad Tahir Mansoori, Family Law in Islam, p: 230

[8] البقرۃ،231:2

[9] البقرۃ،2:231
[10] البقرۃ،2:232
[11] البقرۃ،2:233
[12] البقرۃ،2:236
[13] البقرۃ،2:236
[14] Dr. Muhammad Tahir Mansoori, Family Law in Islam, p: 126
[15] Dr. Muhammad Tahir Mansoori, Family Law in Islam, p: 130
[16] الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: کتاب الطلاق، مبحث تعدد الطّلاق:4/310
[17] المغنی از ابن قدامہ:7/369،232 دار الفکر، بیروت 1984ء
[18] روضۃ الطالبین 8/78، طبع المکتب الاسلامی، بیروت 1991ء
[19] Dr. Muhammad Tahir Mansoori, Family Law in Islam, p: 127
[20] Dr. Muhammad Tahir Mansoori, Family Law in Islam, p: 117
[21] اسلامی فقہ:4/260
[22] اقامۃ القیامہ: ص75
[23] المحلی:10/174
[24] ماہنامہ 'الشریعہ' گوجرانوالہ، اکتوبر 2017ء: ص34
[25] مجموعۂ مقالات، سیمینار 'علوم الحدیث، مطالعہ وتعارف، ص226، 231
[26] ماہنامہ 'الشریعہ' گوجرانوالہ، دسمبر 2010ء: ص48، 49
[27] جدید فقہی مسائل:2/108 تا 111
[28] الحیلۃ الناجزۃ: ص10، دار الاشاعت کراچی